محافظتِ دین میں خواتین کا کردار اور ذمہ داریاں

واقعہ کربلا کے تناظر میں کا ایک مختصر جائزہ

Women's Role and Responsibilities in Protecting Religion:

A Brief Review of In the Context of the Karbala Incident

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Syeda Shamila Rabab Rizvi
Islamic Scholar, Shah Abdul Latif University, Sindh.
E-mail: shim.haider110@gmail.com

Abstract:

Nowadays, it is said that today's women are not behind men in any field, their role in any field is not less than that of men, but if seen realistically, with the advent of Islam, women have the rights were found, which created a sense of equality and pride in women and made them invincible and because of this, these women have played an important role in all the movements in this world while fulfilling their responsibilities. If we look at the events of the great prophets, it will be known that the role of women has been very effective because they were the most responsible women of their time.

The history of Hazrat Ibrahim (AS) and Hazrat Ismail (AS) is incomplete without the role of Mr. Syeda Hajra. The name of Hazrat Isa (as) does not come without Maryam. The sacrifices of Hazrat Khadija, peace be upon her, will be seen along with our beloved Prophet Muhammad (peace be upon him). Apart from this, Syeda Fatimah, peace be upon him, is also seen in every difficulty, everywhere along with her sage and her husband Hazrat Ali Karamullah. Rather, they have always fulfilled their responsibilities beyond expectations. The revolution is born from

the lap of women, and the society is prosperous and safe with their training. If women understand their responsibilities, they can make the society heaven by their positive role. Women are human builders and their main duty is human-building and society-building.
A careful study of Islamic history shows that there have been many faithful and dedicated women who have played their role in political and social affairs. Apart from giving proper training to the children, he himself has reformed religion and society by staying by the side of men. Women have played an important role in many movements of this world. The roles and responsibilities of women in the protection of religion have a rich part. A brief overview is here. To make the topic more concrete and clear, we take it to this particular accident in history, because the topic is broad, so we chose an event that was established against the cruel system of caliphate and governance in the protection of religion. In the history of Islam, there is a model in all the circumstances of the establishment and that accident is the incident of Karbala. Because among the most significant movements and events in the entire history of Islam, the sacrifices offered in Karbala movement are the crown of history, in the shine of which the women in Karbala have added the shine of their role, which could not be matched till today and in the present day is a beacon for women.

Key Words: Ashura, Sacrifices, Karbala, Companion, Movement.

خلاصہ

آج کل کہا جاتا ہے کہ آج کی خواتین کسی بھی میدان میں مردوں سے پیچھے نہیں ہے، کسی شعبے میں ان کا کردار مردوں کی نسبت کم نظر نہیں آتا، لیکن اگر حقیقت پسندی سے دیکھا جائے تو اسلام کی آمد کے ساتھ عورت کو وہ حقوق مل گئے تھے، جنہوں نے عورت کے اندر برابری اور فخر کے احساس کو پیدا کیا اور اسے نا قابلِ تسخیر بنا دیا اور اس ہی سبب ان خواتین نے اپنی ذمے داریوں کو نبھاتے ہوئے اس دنیا میں ہونے والی تمام تحریکوں میں اہم

کردار ادا کیا ہے۔ اگر عظیم پیغمبروں کے واقعات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ خواتین کا کردار بہت موثر رہا ہے کیونکہ وہ اپنے دور کی ذمہ دار ترین خواتین تھیں۔ حضرت آدمؑ کا ذکر آتے ہی حتماً اماں حوا سلام اللہ کا ذکر خیر زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی حضرت ہاجرہ سلام اللہ کے کردار کے بغیر ادھوری ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا نام حضرت مریم سلام اللہ کے بنا نا مکمل ہے۔ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت خدیجہ سلام اللہ کا ساتھ و سہارا موجود ہے۔ اس کے علاوہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ بھی ہر گھڑی، ہر مقام، ہر پریشانی میں اپنے شفیق پدر ﷺ اور اپنے خاوند حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شانہ بشانہ موجود رہتیں۔ خواتین کسی بھی رشتے میں کبھی اپنی ذمہ داریوں اور اپنے کردار سے کم نظر نہیں آئیں بلکہ ہمیشہ انہوں نے توقع سے بڑھ کر ہی ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔ خواتین کی گود سے انقلاب جنم لیتا ہے ان ہی کی تربیت سے معاشرہ خوشحال اور بے خطر ہوتا ہے۔ اگر خواتین کو ان کی ذمہ داریوں کا ادراک ہو تو وہ اپنے مثبت کردار سے معاشرے کو جنت بنا سکتی ہیں۔ خواتین انسان ساز ہیں اور ان کا اہم فریضہ انسان سازی، معاشرہ سازی ہی ہے۔ اسلامی تاریخ کے دقیق مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی مومنہ اور فداکار خواتین گزری ہیں جنہوں نے سیاسی اور اجتماعی امور میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

اولاد کو صحیح تربیت دینے کے علاوہ خود بھی مردوں کے شانہ بشانہ رہ کر دین اور معاشرے کی اصلاح کی ہے۔ خواتین نے اس دنیا کی بہت سی تحریکوں میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ محافظتِ دین میں خواتین کے کردار اور ذمہ داریوں کا بھرپور حصہ ہے زیر قلم مقالہ اسلام کے ایک لازوال واقعہ کے تناظر میں رقم کیا جارہا ہے جہاں محافظتِ دین میں خواتین کے کردار اور ذمہ داریوں نے ایک ناقابل تقابل و تسخیر تاریخ محفوظ کی جس کا ایک مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔ ہم موضوع کو زیادہ ملموس اور واضح کرنے کے لئے تاریخ کے اس خاص حادثے کی طرف لے کر جاتے ہیں کیوں کہ موضوع وسیع ہے اس لیے ایسا واقعہ منتخب کیا جو دین کی حفاظت میں ظالمانہ نظام خلافت وسیاست کے خلاف قیام میں تاریخ اسلام میں پیش آنے والے تمام قیام کے حالات میں ایک نمونے کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ حادثہ ہے واقعہ کربلا۔ کیوں کہ پورے تاریخ اسلام میں نمایاں ترین تحریکوں اور واقعات میں تحریک کربلا میں پیش کی گئی قربانیاں تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے جس کی چمک دمک میں کربلا میں موجود خواتین نے اپنے کردار کی چمک شامل کی ہے جو آج تک مانند نا ہو سکی اور دور حاضر کی خوتین کے لئے مشعل راہ ہے۔

کلیدی کلمات: عاشورا، کربلا، ساتھی، قربانیاں، تحریک۔

تعارف

اوپر جلتا سورج ہے اور نیچے تپتی ریت ہے 61ہجری ہے اور میدان کربلا میں یوم عاشورا ہے اور نواسہ رسولﷺ اپنے پورے خانوادے کے ساتھ موجود ہیں ایک ایسی تاریخ رقم کرنے کے لئے جس میں زندگی کے تمام امور پر ایک عملی شکل مل جائے عاشورا کا واقعہ صرف عراق کی سرزمین کربلا میں ہونے والا ایک واقعہ نہیں ہے، بلکہ عاشورا ایک تحریک، ایک حقیقت، ایک مشن اور ایک مقصد کا نام ہے واقعہ کربلا تمام خصوصیات کا مجموعہ اور مختلف موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ واقعہ احساس ذمہ داری، صبر، استقامت، شجاعت، پرہیزگاری، عقیدہ، اخلاق اور طرز زندگی سکھاتا ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس میں چھوٹے اور بڑے، خواتین اور مرد سب شامل ہیں اور ہر ایک کا اپنا کردار ہے۔

تاہم اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عاشورا کو وجود اور رونق عطا کرنے والے باایمان اور شجاع مجاہدین درحقیقت اپنی ماؤں کے لئے ایک انمول سرمایہ تھے۔ واقعہ کربلا نے انسانیت کو سرخ رو کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کو حیات نو بخشی ہے۔ اس عظیم اور بے مثال جنگ میں جہاں پر امام حسین علیہ السلام کے باوفا، بہادر فرزندان اور اصحاب کے بے نظیر کردار موجود ہیں وہاں پر خواتین کی اس عظیم مقصد کے لئے احساس ذمہ داری، بے مثل کردار اور عظیم قربانیوں سے انکار ناممکن ہے، جس کو انسانیت کی تاریخ نے ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سید الشہدا علیہ السلام نے بہت سے اصحاب کے مشورے کے برخلاف اپنے ہمراہ اسلامی معاشرے کی بقا کے لئے خواتین کو میدان کربلا میں لائے تھے۔ کربلا کی ان بہادر خواتین نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ نواسہ رسولﷺ کربلا میں خواتین کو بے مقصد نہیں لائے تھے۔

روز عاشورا اور بعد از عاشورا کی اٹھائی ہوئی خواتین کی ذمہ داریوں کا قرض آج تک اسلام ناچکا سکا اور ناچکا سکے گا کیونکہ یہ مثال عاشورا سے تا قیامت تک کے لئے قائم ہو گئی ہے۔ واقعہ کربلا نے انسانیت کو سرخرو کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کو حیات نو بخشی ہے۔ کیوں کہ یہ وہ خواتین تھیں جنہوں نے ناصرف اپنی ذمہ داروں کو درک کر لیا تھا بلکہ ان نفوس قدسیہ کی زندگی اور کردار میں آج کی مسلمان خواتین کے لئے واضح درس ہے کہ زمانہ کتنا بھی ترقی کیوں نہ کر جائے حالات کتنے بھی سخت کیوں نہ ہو جائیں سماج کتنا بھی برا کیوں نہ ہو جائے مگر یہ سختیاں اور دشواریاں واقعہ کربلا کی سختیوں اور مصیبتوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اپنے حوصلوں کو بلند رکھیں۔ حق کا ساتھ دیں، باطل کے خلاف ڈٹ کر کھڑی ہوں تو راستے خود بخود سہل ہو جائیں گے۔ جگہ جگہ پر ان محترم خواتین کا احکام خداوندی کی طرف توجہ دلانا اور ان کی مکمل رعایت کرنا صرف واقعہ کربلا تک محدود نہیں ہے بلکہ دور حاضر کی خواتین کو اس میں احساس ذمہ داری کے لازوال کردار ملیں گے۔

منہج تحقیق و تحدید

زیر قلم مقالہ کا منہج تحقیق و اسلوب تجزیاتی، علمی اور بیانیہ ہے جب کہ چند مقامات پر تقابلی طریقہِ روشِ تحقیق بھی اختیار کیا گیا ہے۔ چوں کہ خواتین سے متعلق کئ عنوانات پر قلم کاری کی جاچکی ہے اس لیے راقمہ نے اپنے موضوع کی تحدید واقعہ کربلا کے تناظر میں محدود کی ہے۔

سابقہ تحریر کا جائزہ

"محافظتِ دین میں خواتین کے کردار اور ذمہ داریوں کا ایک مختصر جائزہ" کے عنوان سے قلم کاری کرنے سے قبل موضوع سے متعلق کتب سے استفادہ کیا جن میں سے چند کتب کا جائزہ زیر قلم ہے۔

1-**تعارف کتاب:** پہلی کتاب جو تقریباً موضوع سے وابستہ ہے بنام "مسلمان عورت اور اس کا اخلاقی و معاشرتی کردار" جس کے مصنف محترم محمد علی الہاشمی ہیں اور یہ لاہور شہر میں واقع مسلم پبلیکیشنز نے ماہ اکتوبر 2017ء میں شائع کی۔

جائزہ: اس کتاب میں محترم مصنف نے بلخصوص مسلمان عورتوں کے اخلاقی و معاشرتی کردار پر قلم کاری کی ہے اور علیحدہ علیحدہ ابواب میں مسلمان عورتوں کے اخلاقی اور معاشرتی کردار کو بیان کرتے ہوئے رقم کیا ہے کہ کس طرح کا کردار نبھاتے ہوئے ایک مسلمان عورت اپنا مثبت کردار ادا کرسکتی ہے۔

2-**تعارف کتاب:** دوسری کتاب سید بدیع الدین شاہ راشدی کے قلم کا شاہکار بعنوان "اسلام میں عورت کا مقام" جو صوبہ سندھ سے جمعیت اہل حدیث کے ادارہ نشرواشاعت سے شائع کی گئ جنوری 2009ء میں۔

جائزہ: اس کتاب میں محترم مصنف نے عورت کے مقام کو مفصل طور پر رقم کیا ہے آیات واحدیث کے تناظر کے ساتھ ساتھ عورتوں سے جڑے عظیم تاریخی واقعات اور ادایان عالم میں عورتوں کے مقام کا تقابل بھی پیش کیا ہے۔

3-**تعارف کتاب:** تیسری کتاب بعنوان "اسلام نے عورت کو کیا دیا" جو کہ کراچی میں دار الثقلین نے اپریل 2016ء کو شائع کی اور اس کے مصنف جناب عبدالکریم بی آزار شیرازی ہیں۔

جائزہ: اس کتاب میں محترم مصنف نے اسلام میں عورت کو دیئے گئے دنیاوی درجات ورتبے کے ساتھ ساتھ، وراثت وملکیت، ازدواج کے معاملات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

دور حاضر میں موضوع پر تحقیق کی ضرورت واہمیت

دور حاضر میں زیرِ قلم موضوع پر تحقیق کی ضرورت واہمیت بہت زیادہ ہے کیوں کہ دور حاضر کی مسلمان خواتین بھی اگر واقعہ کربلا میں موجود خواتین کی تسلیم ورضا اور جرات و وفا سے سبق حاصل کریں تو معاشرہ کامیابی کی بلندیوں کو چھو سکتا ہے۔ اپنے پیاروں کے لہولہان جسم اور کٹے ہوئے سر دیکھ کر بھی کربلا کی بلند ہمت خواتین نے

جس صبر و رضا کا ثبوت دیا جس طرح سے حیاء و وفا اور غیرت کا مظاہرہ کیا اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی ہے۔ واقعہ کربلا کا گہرائی سے جائزہ لینے کے بعد جو چیز سب سے زیادہ روشن اور واضح طور پر نظر آتی ہے وہ ہے خدمت اسلام کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی اور اپنے اہل خاندان کی جان و مال کی پرواکیے بغیر دربارِ ایزدی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دینا اور ایک لمحے کے لئے بھی موت کے سامنے خوف و جھجک کا مظاہرہ نہ کرنا۔ موت سے بے خوفی اور جان و مال کی بے پروائی حقیقت میں وہ پاکیزہ جذبہ ہے، جس کو پیدا کیے بغیر امت مسلمہ کسی بھی دور میں کامران نہیں ہو سکتی۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی مخصوص مشن اور مخصوص پیغام کو دوام و بقاء عطا کرنے کے لئے یہ جذبہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ بغیر آخری درجے کی لگن اور فدائیت کے کوئی بھی تحریک نہ دنیامیں قائم ودائم رہی اور نہ مستقبل میں رہ سکتی ہے۔ چناں چہ قرآن حکیم نے اِس قیمتی جذبے اور کربلا کے سب سے واضح پیغام کی قدر دانی اِن الفاظ میں کی ہے :

"إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ" (4:61)

ترجمہ : "بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جہاد کرتے ہیں۔"[1]

واقعہ کربلامیں موجود خواتین کو ذمہ داریوں کاادراک

امام حسین علیہ السلام کے قافلے والے جب سے کربلا آئے اور کوفہ والوں کی بے وفائی کا پتہ چلا تب سے لے کر جب ان پر پانی بند کیا گیااوران کے پیاروں کوان کے سامنے شہید کیا گیاتب تک مسلسل اذیت ناک حالات سے دوچار رہے لیکن عاشقانِ رسول ﷺ کے اس قافلے کی احساس ذمہ داری، صبر واستقامت میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آئی۔ نہ ہی عشقِ ﷺ کم ہوا نہ ہی قدم لڑکھڑائے بلکہ ان کا حوصلہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا کیونکہ اس قافلے میں موجود خواتین نے اپنی ذمہ داریوں کوامر کرنا تھا۔

آفرین ہے ان خواتین پر کہ جب ان کے اپنے بھائی، شوہر اور اولاد کوایک ایک کرکے ان کے سامنے شہید کیا گیااور پھر ان کے اجساد کو بے گور وکفن تپتے صحرامیں چھوڑ کر آناپڑاتوانہوں نے مردانہ واران تمام مصائب کا سامنا کیا۔ ان کو بے پردہ کوفہ وشام کی گلیوں میں پھرایا گیالیکن وہ مقصدِ شہادت نہ بھولیں نہ ہی مصیبت سے بچنے کے لئے یزید ملعون کے سامنے سر جھکایا۔ بلند ہوان شہزادیوں اور کنیزوں کا مقام جنہوں نے اپنی اولین ودینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے نہایت ہمت ودلیری کے ساتھ مقصدِ حسینؑ کو زندہ رکھا۔ اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگرامام عالی مقام جانتے تھے کہ کربلا میں شہید کر دیئے جائیں گے تو اپنے ساتھ خواتین کو کیوں لے کر گئے، تو یقین جانیئے کہ نواسۂ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قدم بھی حکمت سے خالی نہیں، اگرامام حسین علیہ السلام صرف مردوں کو لے کر چلے جاتے اور خواتین کو نہ لے کر جاتے تو پھر نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو کربلا میں شہید کر دیا جاتا اور ان کی قربانی کربلا میں دفن ہو کر رہ جاتی۔

مقصدِ امام حسین علیہ السلام دنیا تک نہ پہنچ پاتا بلکہ کربلا میں ہی مقید ہو جاتا، جس مقصد کے لئے قربانی دی گئی تھی وہ مقصد فوت ہو جاتا اور لوگ اسے محض اقتدار کی جنگ ہی سمجھتے رہتے۔ اگر میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا اصل مقصد آج زندہ ہے تو انہی خواتین کے طفیل جنہوں نے کربلا، کوفہ و دمشق بلکہ ہر مقام پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور عام لوگوں کے سامنے مقصدِ حسین علیہ السلام کو واضح کرنا اپنی اہم ترین ذمہ داری جانا۔ یزید نے اپنے کارندوں کے ذریعے قریہ قریہ شہر شہر یہ جھوٹی منادی کروادی گئی تھی کہ کچھ خارجیوں نے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کوفہ پر حملہ کیا تھا اور ہم نے ان پر فتح حاصل کی ہے۔ ان کے تمام مردوں کو مار دیا گیا ہے اور ان کے گھر والوں کو شہر کے گلی کوچوں میں نشانِ عبرت بنا کر پھرایا جائے گا۔

ذرا غور کیجئے کہ اگرامام حسین علیہ السلام اپنے قافلے میں خواتین کو شریک نہ کرتے تو یزید کی یہ چال کامیاب ہو جاتی اور اصل مقصدِ حسینؑ ختم ہو جاتا لیکن اسیر خواتین نے اپنا فریضہ و ذمہ داری مانتے ہوئے عوام پر یہ بات ثابت کر دی کہ یہ جنگ اسلام کی بقا کی تھی اقتدار کی نہیں اور جنگی غیر مسلم نہیں بلکہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ اگر اسلام زندہ ہے امامِ حسین علیہ السلام کی قربانی اور شہادت کی بنا پر، تو نامِ حسین علیہ السلام زندہ ہے شہزادی زینب بنت علیؑ اور ان کے ساتھ شریک خواتین کی قربانی و احساس ذمہ داری کی بنا پر۔ ایک اور وضاحت کرتے چلیں کہ کچھ لاعلم لوگ اسے آج بھی اقتدار کی جنگ ہی کہتے ہیں۔

جان لیں کہ اقتدار ایک حاکمیت کے بھوکے کی خواہش کے سوا کچھ بھی نہیں اور خواہشیں اندوہ ناک حالات میں جب جان اور عزت داؤ پر لگ جائے، دم توڑ جاتیں ہیں لیکن عظیم مقصد اپنے اندر عظم حوصلہ اور استقامت رکھتا ہے اور عظیم مقاصد کے حامل ہی ایسی مصیبتوں کا مقابلہ کرتے ہیں جو کہ پہاڑوں کا سینہ بھی چیر دیں۔ چونکہ اس جنگ کا مقصد اسلام کو اصل ڈگر پر لانا تھا اسی لیے نہ تو کوئی مرد جان قربان کرنے سے گھبرایا اور نہ ہی ساتھ آنے والی خواتین ڈگمگائیں اور جب انہیں بے پردہ اور ننگے پاؤں کوفہ کی تپتی گلیوں میں پھرایا گیا تو اپنی مصیبتوں پر رونے کی بجائے خطبوں اور نوحہ گری کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کے مقصد اور قربانی کو زندہ رکھنے کی کوشش میں لگی رہیں جنہوں نے اپنے صبر اور حوصلے سے کربلا اور اس کے بعد اپنے کردار سے ایک خاص تاریخ رقم کی اس کا سبب واقعہ کربلا میں موجود خواتین کا

اپنی ذمہ داریوں کا ادراک تھا۔ واقعہ کربلا کی شہادت و اسیری کے دوران خواتین نے اپنی وفاداری احساس ذمہ داری اور ایثار و قربانی کے ذریعہ اسلامی تحریک میں وہ رنگ بھرے ہیں کہ جن کی اہمیت کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے جو رہتی دنیا تک کی خواتین کے لئے ذمہ داری نبھانے کی اعلیٰ مثال ہے۔ باپ، بھائی، شوہر اور کلیجے کے ٹکروں کو اسلام و قرآن کی بقا کے لئے راہ خدا میں مرنے کی اجازت دے دینا اور زخم و خون سے رنگین جنازوں پر سجدہ شکر ادا کرنا آسان بات نہیں ہے اسی چیز نے ضمیر فروش قاتلوں کو انسانیت کی نظروں میں ذلیل و خوار کر دیا ماوں، بہنوں اور بیٹیوں کے ضبط اشک نے مردہ دلوں کو بھی جھنجھوڑ کے رکھ دیا مگر وہ خود پورے وقار و جلال کے ساتھ قتل و اسیری کی تمام منزلوں سے گزر گئیں اور شکوے کا ایک لفظ بھی زبان پر نہ آیا۔

نصرت اسلام کی راہ میں پہاڑ کی مانند ثابت قدم رہیں اور اپنے عزم و ہمت اسلام کے لئے اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں کے تحت کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں دین اسلام کی فتح کے پرچم لہرا دیئے واقعہ کربلا میں موجود خواتین نے جو یہ احساس ذمہ داری نبھایا وہ صرف واقعہ کربلا کے لئے نہیں تھا بلکہ تا قیامت تک کی خواتین کے لئے اپنی زندگی کے ہر موڑ پر آنے والی ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہونے کا درس ہے۔ حضرت زینبؑ اور ان کی ہم قدم و ہم آواز حضرت ام کلثومؑ، رقیہؑ، ربابؑ، لیلاؑ، ام فروہؑ، سکینہؑ، فاطمہؑ اور عاتکہ نیز امام کے اصحاب و انصار کی صاحب ایثار خواتین نے ذمہ داری، شجاعت اور ایثار و قربانی کے وہ لازوال نقوش ثبت کیے ہیں جن کو کسی بھی صورت مٹایا نہیں جاسکتا۔

چنانچہ عصر عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب اہل حرم کے خیموں میں آگ لگا دی گئی، بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں تو جلتے خیموں سے نکل کر مصیبت زدہ خواتین اور بچے کربلا کی جلتی ریت پر بیٹھ گئے۔ امام وقت سید سجاد علیہ السلام غشی کے عالم میں تھے، جناب زینب بنت علیؑ نے اپنی بہن ام کلثومؑ کے ساتھ آگ کے شعلوں سے خود کو بچا بچا کر بھاگتے بچوں کو ایک جگہ جمع کیا، کسی بچے کے دامن میں آگ لگی تھی تو کسی کے رخسار پر طمانچوں کے نشان تھے، کوئی ظالموں کی یلغار کے دوران پاوں تلے دب کر جان دے چکا تھا تو کوئی پیاس کی شدت سے جاں بلب تھا۔ اضطراب و بے چینی کی قیامت خیز رات حسین علیہ السلام کی بہنوں نے حضرت عباس بن علی علیہ السلام کی طرح ذمہ داری پہرہ دیتے ہوئے ٹہل ٹہل کر گزار دی۔

گیارہ محرم کی صبح اسیری کے پیغام کے ساتھ نمودار ہوئی۔ لشکر یزید شمر اور خولی کی سرپرستی میں رسیاں اور زنجیریں لے کر آگیا۔ خواتین رسیوں میں جکڑ دی گئیں اور بیمار سید سجاد علیہ السلام کے گلے میں طوق اور ہاتھوں اور پیروں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔ بے کجا وہ اونٹوں پر سوار، خواتین اور بچوں کو قتل گاہ سے لے کر گزرے اور بیبیاں کربلا

کی جلتی ریت پر اپنے وارثوں اور بچوں کے بے سر لاشے چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ لیکن اس ہولناک اسیری کی دھوپ میں بھی اہل حرم کے چہروں پر عزم واستقامت کی کرنیں بکھری ہوئی تھیں۔ نہ گھبراہٹ، نہ بے چینی، نہ پچھتاوانہ شکوہ کیونکہ انہوں نے آئندہ نسلوں کی خواتین کو احساس ذمہ داری کے وہ بے مثال عملی مظاہرے دینے تھے جو آج تک چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی تازہ ہیں اور ان کا نعم البدل آج تک موجود نہیں۔

اعتماد واطمینان سے سرشار نگاہیں اور نور یقین سے گلنار چہرے۔ مظلومیت کا یہی وہ رخ ہے جو بتاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنی اس انقلابی مہم میں اہل حرم کو ساتھ لے کر کیوں نکلے تھے؟ اور جناب زینبؑ کو کیوں بھائی کی ہمراہی پر اس قدر اصرار تھا؟ اور ابن عباس کے منع کرنے پر کیوں امام حسین علیہ السلام نے کہا تھا کہ 'خدا ان کو اسیر دیکھنا چاہتا ہے'۔ صرف ماؤں کی گودیوں سے شیر خوار بچوں کی قربانیاں، اصل مقصود نہیں ہو سکتیں۔ جوان بیٹوں اور بھائیوں اور نوخیزوں اور نونہالوں کی لاشوں پر صبر وشکر کے سجدے بھی خواتین کی ہمراہی کا اصل سبب نہیں کہے جا سکتے۔ بلکہ اہل حرم کی اسیری، کتاب کربلا کا ایک مستقل باب ہے اگر حسین علیہ السلام خواتین کو ساتھ نہ لاتے اور انہیں اسیروں کی طرح کوفہ وشام نہ لے جایا جاتا تو یزید کے شاطر نمک خوار صحرائے کربلا میں پیش کی گئی خاندان رسول کی عظیم قربانیوں کو رائیگاں کر دیتے۔

یزیدی ظلم واستبداد کے دور میں جان ومال کے خوف اور گھٹن کے ساتھ حصول دنیا کی حرص وہوس کا جو بازار گرم تھا اور کوفہ وشام میں بسے مال وزر کے بندوں کے لئے بیت المال کا دہانہ جس طرح کھول دیا گیا تھا، اگر حسین علیہ السلام کے اہل حرم نہ ہوتے اور حضرت زینبؑ اور امام سجاد علیہ السلام کی قیادت میں خواتین نے خطبوں اور تقریروں سے جہاد نہ کیا ہوتا تو سرزمین کربلا پر بہنے والا شہدائے راہ حق کا خون رائیگاں چلا جاتا اور رسل ورسائل سے محروم دنیا کو برسوں خبر نہ ہوتی کہ آبادیوں سے میلوں دور کربلا کی گرم ریت پر کیا واقعہ پیش آیا اور اسلام وقرآن کو کس طرح تہہ تیغ کر دیا گیا۔ روز عاشور جب خون تلوار پر غالب نظر آیا، جب کربلا کی تپتی زمین پر خانوادہ رسول ﷺ نے اسلام کی حیات کے لئے اپنی زندگیوں کے چراغ ایسے گل کیے کہ ان کی روشنی ہر اندھیرے میں حق کی تلاش کرنے والوں کو آج بھی راستہ دکھاتی ہے ایسے میں خواتین نے اس کی تشہیر کو اپنی فرض ذمہ داری بنا لیا۔ واقعہ کربلا میں موجود خواتین کی عمر کی کوئی حد نہیں تھی جو یہ ذمہ داریاں اپنے کردار سے احسن طریقے سے نبھا رہی تھیں ان میں کمسن ترین سکینہ بنت الحسین علیہ السلام سے لے کر پیر سن اماں فضہ تک موجود تھیں تا کہ ہر دور اور ہر عمر کی عورت کو ذمہ داریوں کو سمجھنے اور اس کا احساس کرنے کا درس مل سکے۔ قرآن کریم نے اس سلسلے میں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ" (60:8)

ترجمہ: "اوران کا سامنا کرنے کے لئے جو قوت تم اختیار کر سکتے ہو اس کے لئے تیاری کرو۔"[2]

ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ کا استعمال فرمایا گیا:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا" (286:2)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اس کی حیثیت کے مطابق ہی مکلّف بنایا ہے۔"[3]

جوانوں کو جنگ کی تشویق اور ترغیب دلانے کی ذمہ داری

جب دشمنان دین اسلام اور فوج امام کے درمیان ایک غیر عادلانہ جنگ شروع ہوئی توان دلیر اور باکردار خواتین نے جنگ کے ظاہری نتائج سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنے مردوں کو اس عظیم کار خیر کی تشویق اور ترغیب دلانے کی ذمے داری کو اپنے رشتوں پر مقدم رکھا۔ کربلا کے واقعے میں بہت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ خواتین اپنے شوہروں، بھائیوں اور بیٹوں حتی کہ معصوم بچوں کو بھی کو حوصلہ دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ کسی بھی صورت میں کوئی سستی کا مظاہرہ نہ ہو۔ جیسا کہ عبداللہ ابن وہاب کلبی کی ماں کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ اپنے جوان بیٹے سے کہنے لگی بیٹا اگر مجھے خوش کرنا ہے توآج نواسہ رسول ﷺ کی مدد کرکے خوش کریں ،جب عبداللہ میدان جنگ میں جا کر کچھ منافقین کو واصل جہنم کرکے واپس آئے اور کہنے لگے کہ

اے مادر گرامی کیا اب آپ مجھ سے راضی ہیں؟ تو اس وقت اس کی ماں کہنے لگی میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہو نگی جب اپنی جان رسول خدا ﷺ کے فرزند پر قربان کرتے ہوئے جام شہادت نوش نہ کرلو۔"[4]

اسی طرح عمرو ابن جنادہ کی ماں "بحریہ" اپنے شوہر کے شہادت کے بعد گیارہ سالہ بیٹے کو ترغیب دلا کر میدان کی طرف روانہ کیا اور جب دشمن نے بیٹے کو بھی شہید کرکے اس کے سر کو اس کی طرف پھینکا تو یہ کہہ کر واپس کیا کہ

"ہم جو چیز راہ خدا میں دیتے ہیں اسے واپس نہیں لیتے۔"[5]

یہ ان عظیم ماؤں کی ہمت تھی کہ اسلام کی سربلندی کے لئے انہوں نے اپنی عمر بھر کی کمائی جناب علی اکبر جیسے کڑیل جوان کو امام حسین علیہ السلام کے لئے عظیم مشن پر قربان کیا تو کہیں اپنے چھ ماہ کے ننھے شیر خوار کو امام کا مجاہد بنا کر پیش کیا اور کہیں اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے نوشاہ بیٹے کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ تربیت اگر ایسی ماؤں کی ہو تو پھر فرزند تاریخ میں باقی رہ جانے والے سپوت کیوں نہ بنیں یہ ہی وہ ہمت و ذمہ داری کے مظاہرے تھے جس نے انقلاب ایران، فلسطین، کشمیر اور یمن کی عورتوں کو اپنی ذمہ داری نبھانے کا حوصلہ دیا۔

صبر واستقامت

خواتینِ کربلا کا ایثار اور صبر و استقامت تعجب انگیز ہیں۔ یہ خواتین اپنی زندگی کے سب سے عزیز سرمایوں کو راہ خدا میں دیتے ہوئے بھی خوشی کا اظہار کرتی تھیں۔ اپنے شوہر، بھائیوں اور جوان بیٹوں کی شہادتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی ان کے ہمتوں اور جذبوں میں لغزش نہیں آئی۔ یہاں تک بعض خواتین اپنے عزیزوں کے لاشوں کو جب خیمہ گاہ لائے جاتے تو خیمے سے باہر تک نہیں نکلتی اور اپنے احساسات کو چھپا کر رکھتی اور بلند آواز سے گریہ وزاری سے اجتناب کرتی تھیں۔

> "جیسا کہ علی اصغر کے لاشہ مبارک کو امام دفن کرنے لگے تو ان کی ماں بیٹے کی تدفین کے لئے خیمے سے باہر نہیں آئیں، اسی طرح علی اکبر کا لاشہ لایا گیا تو ان کی ماں نے خیمے سے باہر نکلنے سے اجتناب کیا۔"[6]

> "ہانی الکوفیہ سے جناب وہب کلبی نے ۲۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو عقد کیا۔ ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ شب زفاف کو ۱۷ دن ہی گزرے تھے کہ کربلا میں پہنچے۔ وہب جب جہاد کرتے کرتے شہید ہو گئے تو ان کی بیوی نے سرہانے آکر اس کے چہرے سے خون کو صاف کیا۔ شمر ملعون نے اپنا غلام بھیجا جس نے اس خاتون کے سر پر وار کیا اور وہ بھی شہید ہو گئیں۔ اور وہ پہلی خاتون تھی جو امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں سے شہید ہوئیں۔"[7]

جنگ میں شرکت

تاریخ اسلام میں بہت سے جنگوں میں خواتین نے شرکت کی ہے لیکن کربلا میں موجود خواتین کی کردار مختلف ہیں۔ اپنے پیاروں کی قربانیاں پیش کرنے کے بعد بھی بہت سے خواتین امام علیہ السلام کی مدد کے لئے خیموں سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہوئیں۔ عمرو ابن جنادہ کی ماں بحریہ اپنے شوہر اور بیٹے کی شہادت کے بعد خیمے کے ستون کو ہاتھ میں لے کر میدان میں آگئی اور عمر سعد کے دو فوجیوں کو جہنم رسید کیا اور امام حسین علیہ السلام کے حکم پر واپس خیمے میں پلٹیں روز عاشورا کے اسی جوش وجذبے نے دور حاضر کی خواتین میں باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا احساس ذمے داری پیدا کیا ہے خواہ وہ کشمیر ہو، لبنان ہو شام یا فلسطین۔

مردوں کی حوصلہ افزائی

خواتین کے مردوں کے مقابلے میں حوصلے کمزور ہوتے ہیں مشکلات اور پریشانی کے موقع پر ان کے حوصلے جلد ان کا ساتھ دینا چھوڑ دیتے ہیں لیکن کربلا میں ہزاروں مشکلات اور پریشانی کے باوجود روز عاشورا کی خواتین نے حبیب ابن مظاہر جیسے مرد پیر سے لے کر علی اصغر جیسے کمسن کی قربانیاں پیش کیں تاریخ میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ کسی خاتون نے اپنے شوہر، بیٹے یا والد سے شکوہ کیا ہو کہ ہمیں یہاں کیوں لے آئے، بلکہ تین دن کے پیاس اور

بھوک کے باوجود ان کے حوصلے مزید بلند ہوتے گئے اور اپنے مردوں کو شوق شہادت دلاتی رہی کیونکہ ان کا احساس ذمہ داری ان پر غالب تھا جیسے دور حاضر میں مقبوضہ و حالتِ جنگ کے شکار ممالک کی خواتین اس عملِ ذمہ داری کو دور حاضر میں نبھا رہی ہیں۔

بچوں کو تسلیاں دینا

عاشورہ کے دن خواتین کے اوپر بہت بڑی ذمہ داریاں عائد تھیں انہوں نے نہ صرف اپنے پیاروں کی شہادتوں کو برداشت کیا بلکہ اس عظیم ظلم و ستم سے سہمے ہوئے بچوں کو سنبھالنا اور انہیں تسلیاں دینا بھی انہی کی ذمہ داری تھی۔ جب خیمہ گاہ حسینی سے آگ کے شعلے بلند ہوئے تو بچے ہراسان ہو کر میدان کربلا کے طرف نکل گئے اور شام غریبان انہی خواتین نے یتیمان آل رسول ﷺ کو تلاش کرکے دوبارہ خیموں میں جمع کیا اور جب اسیر ہو کر چلے تو شہزادی اُمِ کلثومؑ نے تمام خواتین اور بچوں میں ان کے حصے کی ذمہ داری جگاتے ہوئے ان کو نصیحت کی کہ جیسے ہی کسی شہر میں داخل ہوں تو باآوازِ بلند قرآن کی تلاوت کرتے رہیں۔ ایسا کرنے سے لوگ جان گئے کہ یہ لوگ نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ ان کے طریقہ تلاوت سے ظاہر ہوتا تھا کہ کسی اعلیٰ عربی خاندان سے ان کا تعلق ہے۔

قیمتی اشیاء سے دستبرداری

عاشورا اور اس کے بعد خواتین کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک دین کی حفاظت، خاندان نبوت پر لگائے گئے الزمات کا جواب دینا تھا۔ یہ خواتین پابند رسن اسیر تھیں، ان کے خیمے جلائے گئے تھے، ان کے پیاروں کو بے دردی کے ساتھ شہید کردیا گیا تھا، ان کے زیورات اور قیمتی چیزوں کو غارت کیا گیا تھا اس کے باجود عظمت اہل بیتؑ پر کوئی آنچ آنے نہیں دی اور دین کی حفاظت میں اپنی جانیں دینے کے لئے ہر لمحہ تیار ہو جاتی تھیں۔

بنی اسد کی خواتین

جنگ عاشورا اپنے اختتام کو پہنچنے کے بعد جب عمر ابن سعد کے حکم پر اپنے فوجیوں کے لاشوں کو دفن کیا۔ جب کہ نواسہ رسول ﷺ، جگر گوشہ بتولؑ و علیؑ اور ان کے باوفا ساتھیوں کے لاشے کربلا کے تپتی زمین پر بے گور و کفن پڑے رہے اور کسی میں ہمت نہیں ہوئی کہ ان کو دفنا دیا جائے تو اس وقت "میدان کربلا سے کچھ ہی دور واقع قبیلہ بنی اسد کی خواتین اپنی ذمہ داری سمجھتی ہوئی ہاتھوں میں بیلچے اٹھائے تدفین شہدا کے لئے نکل آئیں تو ان کے مردوں کو غیرت پیدا ہوئی اور ان کی مدد کے لئے آئے یوں شہدا کی تدفین ہوئی اور آج وہ مرقد عظیم عبادت گاہ بن چکے ہیں۔"[8]

عاشورہ کے بعد خواتین کی ذمہ داریاں

اصل میں خواتین کی حقیقی ذمہ داریاں عاشورا کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ جب عاشورا کے اس واقعے میں امام سجاد علیہ السلام کے علاوہ تمام مردان حسینیؑ کو شہید کیا گیا تو یہ باعظمت خواتین اپنے کندھوں پر حقیقت کربلا کے پیغام

رسانی کا ایک سنگین ذمہ داری اٹھا کر پابند رسن ہو کر نکلیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ خواتین نہ ہوتیں تو بنی امیہ کے جھوٹے پروپیگنڈوں اور تبلیغات کے ذریعے شہدا کا ناحق خون جو کربلا کی سرزمین پر بہایا گیا تھا اپنے اصلی مقصد حاصل کرنے میں شائد کامیاب نہ ہوتا۔ اسی عظیم مقصد کی خاطر امام حسینؑ اپنے ساتھ خواتین کو بھی کربلا کی تپتی ریت پر لے کر آئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ خواتین اپنی احساس ذمہ داری کی روش سے وہ ابدی حیات دیں گی واقعہ کربلا کو جو ہماری تلواریں نا دے سکیں گی۔

عاشورہ کے بعد اپنے پیاروں سے جدائی کا غم، شہدا پر گریہ وماتم کرنے کا موقع نہ ملنے کا صدمہ، اپنے اور اہل وعیال کے بے سرپرست ہونے کا دکھ، ظالموں کی طرف سے مسلسل ملنے والی ذہنی وجسمانی تکالیف اور سب سے بڑھ کر دشمن کے نرغے اور حصار میں ہونے کے احساس کے باوجود صبر ووفا کی پیکر ان خواتین کے حوصلے بلند تھے اور اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو وفاداری سے اپنے مضبوط کردار سے نبھاتی رہیں۔ ان خواتین نے خواہ وہ دشمن کا دربار ہو یا شام و کوفہ کا بازار کہیں پر بھی دشمن کو یہ محسوس ہونے نہیں دیا کہ یہ مظلوم اور اسیر ہیں اور حالات سے خوفزدہ ہیں بلکہ ہر جگہ اپنے قول اور فعل سے یہ بتاتی چلیں کہ اصل میں اس معرکہ کا فاتح حسین ابن علی علیہ السلام ہیں۔

حضرت زینبؑ کا کردار ان تمام خواتین کے کردار میں سے نمایاں ہے آپؑ نے شام و کوفہ کے درباروں میں ان تمام قیدیوں کی رہنمائی اور سرپرستی کے ساتھ دشمن کے سامنے بھی اپنے موقف کو واضح انداز میں بیان کیا۔ بی بی زینبؑ وہ ہستی ہیں جن کے خطبوں سے کربلا کی تحریک کو تا قیامت اسی شدید جذبے سے یاد رکھا جائے گا جیسے وہ صدیوں کی بات نہیں کل ہی کا قصہ ہو۔ حضرت زینبؑ قوت برداشت اور صبر کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز تھیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کی تین اہم ذمہ داریوں کا آغاز ہوا تھا جن کو آپ نے کمال کامیابی کے ساتھ نبھایا۔ سب سے بڑی ذمہ داری امام وقت کی تیمارداری اور دشمن سے ان کی حفاظت' دوسری ذمہ داری ان خواتین اور بچوں کی حفاظت، جو بیوہ ہو چکی تھیں اور بچے یتیم۔ تیسری ذمہ داری کربلا کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا تھا۔

دم توڑتی انسانیت کو زندہ کرنے کا جو ارادہ حضرت امام حسین علیہ السلام گھر سے لے کر نکلے تھے اس کو انجام تک کردار اور گفتار کے ذریعے شہزادی زینبؑ نے پہنچایا۔ انہی کی سربراہی میں اہل حرم نے کوفہ وشام کے گلی کوچے میں اپنے خطبات کے ذریعے یزیدیت کے ظلم کا پردہ چاک کیا اور رہتی دنیا تک ہونے والی کسی بھی سازش کو بروقت بے نقاب کر دیا۔ ثانی زہرا نے شام غریباں سے شروع ہونے والی اپنی اس ذمہ داری کو بخوبی نبھایا۔ چاہے کربلا کی شام غریباں ہو یا کوفہ وشام کے بازار ودربار، آپؑ نے ہر جگہ دشمنوں کی سازشوں اور اپنے بھائی کے مقصد شہادت کو کھل کر بیان کیا۔

آپ نے نہ صرف اسیران کربلا کے قافلے کی حفاظت اور قیادت کی بلکہ اپنے خطبات سے کوفیوں اور شامیوں کے سامنے یزیدیوں کی حقیقت کھول کر رکھ دی۔ آپ نے اپنے بابا فاتح خیبر کے لہجے میں خطبے دے کر ظلم کے ایوانوں پر لرزہ طاری کر دیا اور جو یہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے مظلوم کربلا کو شہید کر کے اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور کر دی ہے تو حیدر کرار کی شیر دل بیٹی نے ان کی یہ غلط فہمی دور کر دی۔ یہ بات تاریخ کے اوراق پر لکھی واضح دکھائی دیتی ہے کہ دین اسلام کو بقا امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی شہادت سے نصیب ہوئی اور اس مقصد کی تکمیل سیدہ زینبؑ کی اسیری اور کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں ان کے حیدری لہجے کے خطبوں سے ممکن ہوئی۔ یعنی دین مبین اسلام کی ترویج یقیناً امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے ہی ہوئی مگر اس کی تکمیل جناب زینبؑ کے کھلے سر بازاروں میں جانے سے ہوئی۔

امام حسین علیہ السلام کے اہداف کو مختلف مقامات پر خاص طور سے دربار یزید میں اسلامی ملکوں کے نمائندوں کے درمیان ضمیروں کو جھنجھوڑ دینے والا بےنظیر خطبہ دینا اور بنی امیہ کی حکومت اور اس کی افکار کو زمانہ بھر کے سامنے رسوا کر دینا یقیناً یہ دلیری اور شجاعت فقط اور فقط عقیلہ بنی ہاشم جناب زینبؑ کے ساتھ مختص ہے۔ دختر علیؑ و بتولؑ کی دین کے لئے احساس ذمہ داری، دلیری اور شجاعت کے ساتھ ساتھ تقوی اور دین داری کی یہ حالت تھی کہ اتنے سخت حالات میں بھی اپنی نماز شب کو نہیں بھولیں اور حالت اسیری میں بھی نماز کی ادائیگی ترک نہ کی اس طرح سب پر اہمیت نماز بھی واضح کر دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ جنہیں باغی قرار دے کر شہید کیا گیا وہ اسلام کے اصل وارث تھے۔ اس کے بعد بازاروں اور درباروں میں دیئے گئے خطبات بھی تاریخ کے سنہرے ابواب ہیں ان خطبات نے ہی اس صورت حال کو تبدیل کر دیا جو یزیدیوں نے اپنے حق میں بنائی تھی۔

کسی بھی تحریک کا پیغام عوام تک پہنچانا بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کربلا کی تحریک کے پیغام کو عوام تک کربلا کی اسیر خواتین نے پہنچایا ہے۔ جناب زینبؑ کے بے مثال کردار اور قربانیوں سے تاریخ کربلا روشن نظر آتی ہے۔ کربلا کی ان مثالی و احساس ذمہ داری سے بھرپور خواتین نے ملوکیت کی پروردہ قوتوں کے مقابل اپنے معصوم بچوں کو بھوک و پیاس کی شدت سے بلکتا ہوا دیکھنا گوارا کیا، یہاں تک کہ اپنے سہاگوں کو بھی راہ خدا میں قربان ہوتے دیکھا لیکن رسول اللہ ﷺ کے دین کی کشتی انسانیت کو ڈوبنے نہیں دیا اور اپنی اسلام کے لئے جو ذمہ داری تھی انہیں احسن طریقے سے برتا۔ واقعہ کربلا کو بے نظیر و لاثانی بنانے میں خواتین کربلا کے بے مثل ایثار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ معرکہ کربلا میں اگر خواتین نہ ہوتیں تو مقصد قربانی سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ادھورا ہی رہ جاتا۔ یہی سبب ہے کہ نواسہ رسولؐ ملوکیت کے مقابلے میں بیداری اُمت کی تحریک میں اپنے ہمراہ اسلامی معاشرے کی مثالی خواتین کو میدان کربلا میں لائے تھے۔

خلاصہ بحث

اللہ نے خواتین کو عزت و احترام کا وہ بلند مقام بخشا جو اس کی اصل اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ عورت احساس ذمے داری سے لبریز وہ افضل و برتر وجود ہے جو خود اور پورے معاشرے کو سعادت اور نیک نامی کے ساتھ ساتھ عظمت و نیک بختی کی سعادت کے راستہ پر گامزن کر سکتی ہے۔ یہ عورت ہی ہے جس نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مل کر چراغ انسانیت کو تا قیامت روشن کر دیا ہے۔ مرد اور عورت دونوں معاشرہ اور جامعہ کو تشکیل دینے میں برابر کے شریک ہیں۔ اسی طرح اس معاشرے کی حفاظت کرنے میں بھی ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ فرق صرف طور و طریقے میں ہے۔ معاشرہ سازی میں خواتین کا کردار دو طرح سے نمایاں ہوتا ہے:

1) پہلا کردار غیر مستقیم اور ناپیدا ہے جو اپنے بچّوں کی صحیح تربیت اور شوہر کی اطاعت اور مدد کر کے ادا کرتی ہے۔

2) دوسرا کردار مستقیم اور حضوری ہے جو خود سیاسی اور معاشرتی امور میں حصہ لے کر اپنی فعالیت دکھاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر خواتین کا کردار مردوں کے کردار سے بڑھ کر نہیں ہے تو کم بھی نہیں۔

عظیم شخصیات جنہوں نے معاشرے میں انقلاب پیدا کئے یا علمی درجات کو طے کئے ہیں، ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے ان کی کامیابی کا راز دو شخصیتوں کی فدا کاری کا نتیجہ ہے، ایک وہ باایمان اور فداکار ماں، جس کی تربیت کی وجہ سے اس کی اولاد کامیابی کے عظیم مقام تک پہنچ گئی ہیں۔ ماں کی گود سے انسان کی معراج شروع ہوتی ہے۔ دوسرا وہ باوفا اور جان نثار بیوی، جس کی مدد اور ہمکاری کی وجہ سے اس کا شوہر کامیابی کے بلند و بالا درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ خداوند عالم نے انسانوں میں سے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لئے مددگار، محافظ، ایک دوسرے کے لئے پردہ اور ایک دوسرے کے لئے باعث عزت بنا کر خلق کیا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (2:187) اس آیت مجیدہ میں ایک دوسرے کو لباس سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی لباس گرمی و سردی سے بچاتا ہے، مرد اور عورت بھی مشکل حالات میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے والا ہو۔ لباس عیوب انسانی کو چھپاتا ہے، مرد عورت بھی ایک دوسرے کے عیوب کو چھپانے والا ہو۔ الغرض تمام صورت میں مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ دیئے بغیر معاشرے میں آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، خواہ وہ بیوی کی صورت میں دل بہلا کر حوصلہ دینے والی ہو، یا بیٹی کی صورت میں دل کا چین بن کر مرد کو سکون بخشتی ہو، یا ماں کی صورت میں خلوص دل سے دعائیں دینے والی ہو، یا بہن کی صورت میں ایک ہی ساتھ ہر مشکل میں بھائی کا ساتھ دینے والی ہو۔ اسلام تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مقام اور ہر موڑ پر خواتین کا کردار موجود

ہے۔ یہی وجہ تھی کربلا معلیٰ کے اس عظیم انقلاب میں بھی ابتدا سے ہی خواتین کا کردار مردوں کے برابر ہے۔ کربلا کی یہ عظیم تحریک اور سید الشہداء کی یہ عظیم قربانی آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہونے کی وجہ ثانی زہراؑ اور دیگر خواتین کا ہی کمال ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ " کربلا در کربلامی ماند اگر زینبؑ نبود" اگر علیؑ کی بیٹی، محمد ﷺ کی نواسی اور حسنؑ و حسینؑ کی بہن زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نہ ہوتی تو کربلا کی تحریک کا مقصد اور ہدف کربلاکے سر زمین میں ہی دفن ہو جاتا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر خواتین احساس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کا ساتھ نہ دیتیں تو اُمت مسلمہ کی بیداری کی یہ تحریک کبھی کامیاب نہ ہوتی بلکہ یہ کربلاکے میدان میں ہی ختم ہو جاتی اور دور حاضر کی خواتین کے پاس ہمت و حوصلے کی کوئی مثال نا ہوتی۔ ان خواتین نے ہی اس واقعہ کی یاد کو زندہ جاوید بنا دیا۔ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے انصار و مجاہدین کو ان کی ماؤں اور بیویوں نے ہمت اور حوصلہ دیا کہ تم سے زیادہ قیمتی جناب فاطمہ زہراؑ کے فرزند ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے ہوتے ہوئے دشمن ان کو نقصان پہنچا دے، اگر ایسا ہوا تو ہم روز محشر سیدہ زہراؑ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ پروردگارا ہماری خواتین کو بھی ان عظیم خواتین سے درس لے کر تعلیمات محمد ﷺ و آل محمد علیہم السلام کی دفاع کے لئے کربلا کی خواتین و کردار زینبی ادا کرنے اور ہمیں حسین ابن علی علیہ السلام کی سیرت مبارکہ پر چلنے اور قیامت کے دن انہی ہستیوں کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین یارب العالمین۔

نتائج

موجودہ موضوع پر بعد از قلم کاری یہ نتائج اخذ کیے کہ جس طرح تاریخ اسلام کی خواتین شجاعت و استقامت سے ظلم و جبر کا مقابلہ کرتی تھیں دور حاضر کی خواتین کو اس امر میں خود کو مضبوط و توانا کرنے کی بھرپور ضرورت ہے۔ احکام دین اسلام کی سر بلندی کے لئے تاریخ میں خواتین نے جان، مال آل و اولاد، حسب و نسب سب کی قربانی دی مگر تعلیمات اسلامی، شعائر اسلامی پر آنچ نا آنے دی۔ دنیاوی ہر شے پر محافظت دین مقدم ہے خواہ اس کے لئے کیسی بھی قربانی دینی پڑے۔

تجاویز و آراء

اس تحقیقی عمل کے اختتام پر تجاویز کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے کیونکہ موجودہ تحقیق ایک محدود دائرے میں کی گئ ہے لہٰذا پہلے حصے میں تجویز دی جاتی ہے کہ اس کے دیگر پہلوؤں پر مزید تحقیق کے لئے کچھ اور محققین جستجو کریں اور انکا احاطہ کریں اس لئے محقیقین کرم کے لئے ان پہلوں اور نکات کا ذکر کرنا چاہوں گی جو راقم کی حدود تحقیق سے باہر تھے۔

اول حصہ: مجوزہ تحقیقی موضوعات برائی محققین

1. کربلا! نصرت اسلام کی راہ میں خواتین کا تاریخی کردار۔
2. خواتین کا واقعہ کربلا کو بے نظیر بنانے میں اہم کردار ایک تحقیقی جائزہ۔
3. عہد حاضر کی خواتین اور زینبیؑ کردار کی ضرورت۔
4. دور حاضر و کربلائی ماؤں کا کردار تقابلی جائزہ۔
5. ظالمانہ نظام سیاست کے خلاف قیام میں خواتین کا کردار اور ذمہ داریاں۔
6. دین کی حفاظت میں خواتین کا کردار اور ذمہ داریاں۔
7. تاریخ کے آئینے میں دین کی حفاظت میں خواتین کا کردار اور دور حاضر کی خواتین کی ذمہ داریاں۔
8. مستورات واقعہ کربلا مستورات عصرِ حاضر کے لئے مشعل راہ۔

دوم حصہ: برائی ہر خاص و عام

واقعہ کربلا سے سامنے آنے والے اہم نتائج اور اِن کے پیغامات کے قرآنی و حدیث کے جائزے سے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ کربلا کی سرزمین پر شہادت امام حسینؑ علیہ السلام و اہل بیتؑ کا واقعہ عصرِ رواں کے لئے بھی بڑی معنویت کا حامل ہے۔ اس واقعے سے ماخوذ دونوں نتائج یعنی اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے اپنی جان و مال کی فکر نہ کرنا اور انجام کی پرواکیے بغیر اپنی سی کوشش کر ڈالنا، امت مسلمہ کے موجودہ تمام مسائل کا حل ہیں۔ امت مسلمہ اگر اسوۂ حسینی پر چلتے ہوئے خدمت اسلام کے لئے اپنی جان و مال وقف کر دے اور ہر زن و مرد حتی الامکان کوشش کرنے میں لگ جائے تو یقیناً عالم اسلام اُن تمام فکری، سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل سے نکل آئے گا، جنہوں نے پوری مسلم دنیا کو اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے۔ ورنہ حضرت حسینؑ علیہ السلام سے زبانی محبت کا دعویٰ تو غیر مسلم بھی کرتے رہے ہیں کامیابی کو پانے کے لئے ہمیں اسوہ امام حسینؑ علیہ السلام و زنان کربلا پر لازماً چلنا ہوگا کیونکہ واقعہ کربلا سے حاصل ہونے والا سب سے بڑا پیغام یہ ہے کہ اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے حالات کی ناسازی کا شکوہ کرنا اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا مومن کی شان نہیں ہے۔ ایک سچے مسلمان کا انداز تو یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جو کچھ کر سکتا ہو کر گزرے۔

*****

References

1. Ayatollah Nasir Makaram, Shirazi, *Tafsir-e-Namona*, Mutrajam: Maulana Syed Safdar Hussain Najfi (Lahore, Misbah-ul-Qur'an Trust, 1417 AH), np.

آیت اللہ ناصر مکارم، شیرازی، تفسیرِ نمونہ، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی (لاہور، مصباح القرآن ٹرسٹ، 1417ھ)، صفحہ ندارد۔

2 . Ibid.

ایضاً۔

3. Ibid.

ایضاً۔

4. Syed Muhammad Jawad Zhni, Tehrani, Mutrajam: Nasir Mehdi Jara, *Maktal al-Hussain (a.s.) Madinah say Madinah Tak* (Lahore, Idarah Minhaj al-Saliheen, 2012), 369.

سید محمد جواد ذھنی، تہرانی، مترجم: ناصر مہدی جاڑا، مقتل الحسینؑ مدینہ سے مدینہ تک،(لاہور، ادارہ منہاج الصالحین، 2012ء)،369۔

5. Syed Ali Muhammad Mousvi Jazayari, Muqtal Abi Makhnaf, Nagarish (Qum, Antarhat bin Zahra, 1390 SH), 72.

سید علی محمد موسوی جزائری، مقتل ابی مخنف، نگارش (قم، انتشارات بن زہرا، 1390ق)، 72۔

6. Tehrani, *Maktal al-Hussain (a.s.) Madinah say Madinah Tak*, 378.

تہرانی، مقتل الحسینؑ مدینہ سے مدینہ تک، 378۔

7. Zahra Yazdan Panah, *Zanaan Ashurai* (Tehran, Mossah Antarhat wa Tablighat Hilal, 1382 SH), 18.

زہرہ یزدان پناہ، زنان عاشورايي (تہران، موسسہ انتشارات وتبلیغات ہلال، 1382ش)، 18۔

8. Abul Al-Wayd Al-Mufaq bin Ahmad, Khwarazmi, Muqtal al-Hussain (AS), (Najaf, Matboha Al-Zahra, 1367 SH), 32.

ابوالموید الموفق بن احمد خوارزمی، مقتل الحسین (ع)، (نجف، مطبعہ الزہراء، 1367ق)، 32۔